علماءِ لدھیانہ کی تاریخ سے نئی نسل بالکل ناواقف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ علماء لدھیانہ خاندان کے بزرگوں نے آزادئ ملک اور خدماتِ دین وملّت کے لیے اتنی بڑی قربانی دی کہ اگر کبھی دیانت داری سے تاریخ لکھی گئی تو اس خاندان کا ذکر سِر فہرست ہو گا۔

(ادارہ انجمن خدام الدین لاہور ۔ بانی: شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء)

مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ

(شاگرد مولانا عبید اللہ سندھیؒ و مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

تحریر: مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ

علماءِ لدھیانہ جنہوں نے انگریز کے خلاف عملاً بغاوت کی اور جہادِ اسلامی میں بذاتِ خود شریک ہوئے۔ علماءِ لدھیانہ سرفروش مجاہد تھے۔ جنگِ آزادی کے شریک اور مسلمانوں کی قومی اور سیاسی تحریکات کے علم بردار تھے۔ میرے والد محترم حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے علماءِ لدھیانہ سے نہایت قریبی اور مخلصانہ تعلقات تھے۔

(مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصرؒ ابن علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ۔ اپریل ۱۹۸۲ء)

علماءِ لدھیانہ کی تاریخ سے نئی نسل بالکل ناواقف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ علماء لدھیانہ خاندان کے بزرگوں نے آزادئ ملک اور خدماتِ دین وملّت کے لیے اتنی بڑی قربانی دی کہ اگر کبھی دیانت داری سے تاریخ لکھی گئی تو اس خاندان کا ذکر سرِ فہرست ہوگا۔ (ادارہ انجمن خدام الدین لاہور، بانی: شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، ۵ستمبر ۱۹۷۵ء)

مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ

(شاگرد مولانا عبید اللہ سندھیؒ و مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

تحریر: مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ

علماءِ لدھیانہ جنھوں نے انگریز کے خلاف عملاً بغاوت کی اور جہادِ اسلامی میں بذاتِ خود شریک ہوئے۔ علماءِ لدھیانہ سرفروش مجاہد تھے۔ جنگِ آزادی کے شریک اور مسلمانوں کی قومی اور سیاسی تحریکات کے علم بردار تھے۔ میرے والد محترم حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے علماءِ لدھیانہ سے نہایت قریبی اور مخلصانہ تعلقات تھے۔

(مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصرؒ ابن علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ۔ رجب ۱۴۰۳ھ)

نام کتاب — مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ کے مختصر حالات

مرتب — مشہود مفتی بن نعیم ابن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ نقشبندی مجددی

کمپوزنگ — مفتی عبید الرحمٰن uans.0786@gmail.com

ناشر — دائرۃ العلماء لدھیانہ

طبعِ اول — جنوری 2021ء

کتاب ملنے کا پتہ — دار السلام ساہیوال پاکستان

ای میل ایڈریس

Email: ulemaeludhiana@gmail.com

نوٹ

جن حضرات کے پاس مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور علماء لدھیانہ کے مضامین، فتاویٰ، خطبات، خطوط، پمفلٹ، تحریریں اور تصاویر ہوں ان سے گزارش ہے کہ ان کو مندرجہ بالا ای میل ایڈریس پر بھیج دیں۔ شکریہ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

آپ مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۱۹۱۷ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم مشن ہائی سکول لدھیانہ میں حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۰ء میں دورہ حدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب سے پڑھا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبیداللہ سندھی بیس سال جلاوطنی کے بعد حجاز سے ہندوستان تشریف لائے۔ چونکہ مولانا سے خاندانی تعلقات تھے اس لیے دو سال ان کے ساتھ سفر و حضر میں شامل رہے اور پورے ہندوستان کا دورہ کیا۔ اسی دوران مولانا سے تفسیر قرآن اور شاہ ولی اللہؒ کی حجۃ اللہ البالغہ پڑھی۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے ذہین طلبہ میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے ساتھ آپ کا خاص تعلق تھا۔

چونکہ خاندان سیاسی تھا اس لئے ذہن بھی سیاست کی طرف مائل تھا۔ دورانِ تعلیم دارالعلوم آپ نے ایک تحریک شروع کی۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں تین ہزار طلباء زیر تعلیم تھے۔ ان کی اکثریت صوبہ سرحد اور پنجاب کی تھی لیکن کوئی بھی استاد صوبہ سرحد اور پنجاب کا نہیں تھا۔ طلباء نے تحریک چلائی کہ سرحد اور پنجاب کے علماء کو بھی دارالعلوم دیوبند میں بطور استاد مقرر کیا جائے۔ اس پر دارالعلوم میں ایک دن کی اسٹرائک بھی ہوئی۔ چنانچہ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اجلاس بلایا گیا اور اس وقت سرحد سے مولانا عبدالحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک، راولپنڈی سے قاضی شمس الدین صاحبؒ اور کبیر والا ضلع ملتان سے مولانا

عبدالخالق صاحبؒ کو بطور مدرس تعینات کیا گیا جو کہ تقسیم تک یہاں تعلیم دیتے رہے۔

آپ سیاسی طور پر جمعیت علماء ہند کے قریب تھے اور پنجاب میں جمعیت علماء کی تنظیم کی۔ ۱۹۴۶ء میں جمعیت کے ٹکٹ پر نیشنل اسمبلی کے الیکشن میں ضلع لدھیانہ رائے محمد اقبال رائے کوٹ کے مقابلہ میں حصہ لیا لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ پاکستان بننے کے بعد ساہیوال تشریف لائے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا چونکہ علماء لدھیانہ کے ساتھ خاص تعلق تھا پس آپ اکثر لدھیانہ تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق لدھیانہ میں بچیوں کی تعلیم کا ایک ادارہ ۱۹۴۱ء میں مدرسہ بنات اسلام کے نام سے جاری کیا گیا۔ جس کا سنگ بنیاد مولانا عبیداللہ سندھی نے رکھا۔ تقسیم کے بعد اسی ادارہ کو ساہیوال شہر میں ایک ہائی اسکول کی متروکہ بلڈنگ میں شروع کیا گیا اور بنات الاسلام گرلز ہائی سکول کے نام سے جاری کیا گیا۔ اس میں دینی تعلیم کے علاوہ مروجہ تعلیم میٹرک تک تھی۔ بھٹو دور میں سکول نیشنلائز کر دیا گیا۔ آپ کی ہمشیرہ کلثوم مفتی صاحبہ اس ادارہ کی پرنسپل تھیں جنہوں نے اسکول کی تعلیم کے علاوہ درس نظامی میں اپنے والد مفتی محمد نعیم صاحبؒ سے عالمہ تک کورس مکمل کیا ہوا تھا۔

بعد ازاں انہوں نے ضیاء القرآن کے نام سے ایک ادارہ رہائشی بلڈنگ میں قائم کیا جس میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر اور بخاری شریف کا درس شامل ہے۔ یہ دو سال کا کورس ہے۔ اس میں میٹرک پاس سے گریجویٹ تک لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں اور ہر سال ۶۰ سے ۷۰ لڑکیاں تعلیم حاصل کر کے سند حاصل کرتی ہیں۔

اس کے علاوہ بچیوں کے لیے قرآن کریم ناظرہ اور حفظ کا درجہ بھی ہے۔ اس میں تین صد لڑکیاں زیر تعلیم ہیں اور ہمشیرہ صاحبہ کے علاوہ چار استانیاں تعلیم دینے میں مشغول ہیں۔

مفتی صاحب چونکہ سیاسی ذہن رکھتے تھے اس لیے آپ مسلم لیگ ضلع ساہیوال کے

صدر منتخب ہو گئے اور پنجاب میں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی تھے اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر بھی رہے۔ انجمن ہلال احمر پنجاب کے صدر بھی رہے۔ مدرسہ بنات الاسلام کے علاوہ آپ نے ننگل انبیاء ہائی سکول اور محمودیہ ہائی سکول کی بنیاد رکھی جو کہ سب اسکول اچھی طرح تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۵ء میں بھٹو دور میں نیشنلائز ہوئے جو کہ اب تک جاری ہے۔

۱۹۸۳ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ پھر برین ہیمرج ہوا اور صرف چند دن ہسپتال میں رہ کر وفات پا گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۶ سال تھی۔

خط بنام مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ سے ملاقات سنہ ۲۰۱۷ء میں ذکر کیا تھا کہ میرے تایا اور مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحب زادے مفتی ضیاء الحسن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۴۸ء میں مدرسۃ البنات ساہیوال اور بعد ازاں بنات الاسلام ہائی سکول ساہیوال محمودیہ ہائی سکول ساہیوال اور ننکل انبیاء ہائی سکول ساہیوال قائم کیے۔ مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے جامعہ رشیدیہ ساہیوال کی زمین الاٹ ہوئی۔ محمودیہ ہائی سکول ساہیوال حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر قائم کیا گیا۔ مدرسۃ البنات ساہیوال بعد ازاں بنات الاسلام ہائی سکول بن گیا۔ نظم ونسق اور اہتمام کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی ایک مجلس شوریٰ موجود تھی۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ مدرسہ عربیہ اللہ والا لدھیانہ جو کہ ۱۸۶۱ میں دارالعلوم دیوبند سے پہلے قائم ہوا تھا۔ مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ نے اس کا نام اپنے استاذ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے مدرسہ محمودیہ عربیہ

اللہ والا میں تبدیل کیا تھا۔

مدرسہ عربیہ اللہ والا لدھیانہ مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تایا مفتی محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، والد مفتی عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، چچا مفتی عبدالعزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ نے ۱۸۶۱ء میں دارالعلوم دیوبند سے پہلے قائم کیا تھا۔ مدرسہ عربیہ اللہ والا لدھیانہ کے تلامذہ میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحیم رائے پوری سابق سرپرست مظاہر علوم سہارنپور، مولانا احمد کانپوری سابق صدر مدرس مدرسہ فیض عام کانپور اور سابق سرپرست مدرستہ الحیات کانپور شامل ہیں۔

اور مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ محمودیہ عربیہ اللہ والا کے مشہور تلامذہ میں مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ مدرسہ محمودیہ عربیہ اللہ والا لدھیانہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی مولانا یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس رہے ہیں۔ (بحوالہ "۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور علماء لدھیانہ" مؤلف مفتی ضیاء الحسین لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور الجمعیۃ اخبار نیو دہلی)

اکتوبر ۱۹۷۲ء میں بھٹو مرحوم کی حکومت نے قومی اسکولوں کو حکومت پاکستان کی تحویل میں لے لیا تو مفتی صاحب کے قائم کردہ سکولز بھی حکومت کی تحویل میں چلے گئے۔ مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے محمودیہ ہائی سکول، مدرستہ البنات، بنات الاسلام ہائی سکول اور ننگل انبیاء ہائی سکول کے علاوہ متعدّد فلاحی ادارے بھی قائم کیے۔ آپ نے مسجد شہداء کی تعمیر میں مدد بھی کی۔ آپ پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن کے صدر بھی رہے اور تقریباً ۳۲ ایسوسی ایشنز کے صدر و جنرل سیکریٹری رہے۔ مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کا سال ۱۹۱۷ء اور تاریخ وفات فروری ۱۹۸۳ء ہے۔ آپ ساہیوال کی نامور دینی، سماجی، رفاہی

اور سیاسی شخصیت تھے۔

منٹگمری سے ساہیوال نام کی تبدیلی میں مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

جب ۱۸۵۷ء میں منٹگمری کے حریت پسندوں نے جنگ آزادی کے سلسلے میں گوگیرہ جیل کو توڑ دیا اور انگریزوں سے سخت مقابلہ کیا تو برطانوی حکومت کو ضلع کا امن و امان بحال کرنے کے لیے ضلع کچہری کو ایسے مقام پر تبدیل کرنے کا خیال آیا جہاں سے چاروں اطراف کا انتظام ہو سکے۔ ۱۸۶۴ء میں جب ریلوے لائن بنی تو ضلع گوگیرہ کا صدر مقام ساہیوال منتقل کرنے کی تجویز منظور ہوئی جسے ۱۸۶۵ء میں عملی جامہ پہنایا گیا اور اسی سال اس کا نام منٹگمری رکھ دیا گیا۔ ضلع منٹگمری کا نام دوبارہ ساہیوال میں تبدیل کرنے کی تجویز مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کی تھی۔ ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال کے اجلاسِ عام منعقدہ ۱۴ اگست ۱۹۶۶ء میں مفتی ضیاء الحسن صاحب نے مندرجہ ذیل قرارداد نمبر ۸۷ پیش کی جسے اتفاق رائے سے تمام اراکین نے منظور کیا:

> "ضلع منٹگمری کا نام کسی غیر ملکی حکمران کے ساتھ نسبت پذیر ہے جو غیر ملک و اقتدار کی ایسی یادگار ہے جسے آزادی اور حریت کی روح پرور فضا میں قائم نہیں رکھا جاسکتا لہذا اس کے سابقہ نام ساہیوال سے موسوم کیا جائے جس کے ساتھ اس کی قدیم اور عظیم روایات وابستہ ہیں نیز ضلع منٹگمری سے ان تمام یادگاروں کو ختم کر دیا جائے جو جہاد حریت ۱۸۵۷ء کے سرفروشانہ جذبات سے متصادم ہوں اور ان کی جگہ نامور مجاہدین کے زندہ وجاوید کارناموں کو جگہ دی جائے جنہوں نے غیر ملکی اقتدار کے خاتمے کے لیے خدمات انجام دیں تاکہ وہ ہمیشہ قوم اور ملک کے لیے حیات افروز ہو سکے۔"

مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کو جناب قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم

دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ۶۶-۱۲-۸ کو جو چٹھی ساہیوال نام کی واپسی پر موصول ہوئی تھی۔اس کا متن مندرجہ ذیل ہے جس سے ان کے احساسات کا پتہ چلتا ہے:

محترم المقام زید مجدکم

"مجھے یہ خبر سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کی تحریک کامیابی کے مراحل میں داخل ہوئی اور منٹگمری کو اس کا صحیح نام ساہیوال واپس مل گیا۔ اگرچہ بظاہر یہ نام کی تبدیلی ہے۔لیکن اس کے مضمرات دور رس نتائج کے حامل ہیں۔جس سے ذہنی ارتقاء حاصل ہوتا ہے۔میری دعا ہے کہ خداوند جلّ مجدہٗ مسلمانوں کو ہر قسم کے انگریزی اثر و نفوذ سے محفوظ رکھیں۔"

احقر محمد طیب غفرلہ (دیوبند)

مفتی ضیاء الحسن صاحب اپنا اخبار بھی ساہیوال میں شائع کرتے تھے۔اس اخبار کا نام "ملّت" تھا جسے اس وقت کی حکومت نے بند کر دیا تھا۔بعد میں آپ نے دوبارہ "خدمت" اخبار شائع کرنا شروع کیا تھا۔ مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے دادا مفتی عبداللہ لدھیانویؒ اور پر دادا مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ تھے۔ مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اوّلین مکفر مرزا قادیانی ہیں۔(دیکھیے فتاویٰ قادریہ)

مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے شاگرد اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے قائدین میں سے ہیں۔ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ اور آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا سیف الرحمن لدھیانویؒ نے ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کے لیے جو فتویٰ دیا تھا وہ ہندوستان کی بڑی اور مشہور لائبریریوں میں محفوظ ہے۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے لیے اوّلین فتویٰ مولانا عبدالقادر لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی آزردہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر مرتب کیا تھا۔ اس پر ہندوستان کے ۳۳ علماء نے دستخط کیے تھے۔اس کے

علاوہ علمائے لدھیانہ کے مشہور فتاویٰ میں "فتاویٰ قادریہ" ۱۸۸۴ء مرزا غلام قادیانی کے کفر پر اولین فتویٰ ہے۔ اور فتویٰ دار الحرب (فتویٰ نصرۃ الابرار) ۱۸۸۸ء ہندوستان کی انگریزوں سے آزادی کا فتویٰ ہے۔

مشہور احرار لیڈر مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ صدر احرارِ ہند حضرت مفتی محمد نعیم لدھیانوی کے بھتیجے تھے اور جامعۃ الرشید کراچی کے بانی مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۷ء سے پہلے جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے۔ ابھی حال ہی میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ماہنامہ "الرشید" کے مختلف نمبر پڑھنے کا موقع ملا۔ ماہنامہ "الرشید" میں مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا مختلف مقامات پر صدارت اور جلسہ تقسیم اسناد میں انعامات کے دینے کا ذکر ہے۔ "الرشید" میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے، آپ کی تقاریر کا ذکر کیا گیا ہے۔

آپ سے گزارش ہے مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی یادداشتیں تفصیلاً تحریر کروادیں۔ آپ نے مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک مضمون میں لکھا ہے کہ انہوں نے پاکستان بننے کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھی تھی۔ مہربانی فرما کر اس کی بھی مکمل تفصیل لکھ دیں۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۹۴۸ء میں وفات کے بعد جب جمعیت علماء اسلام مکمل غیر فعال ہو گئی تھی تو میرے خیال میں مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے جس جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھی تھی، پاکستان بننے کے بعد جمعیت علمائے ہند کے علماء کی طرف سے پہلا عملی اقدام تھا۔

مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علمائے ہند پنجاب کے سیکریٹری بھی رہے اور ہندوستان میں ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت علمائے ہند

کے پلیٹ فارم پر نیشنل اسمبلی کے الیکشن میں بھی حصہ لیا تھا۔ اس سلسلے میں مفتی صاحب رحمہ اللہ کے استاد گرامی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط ارسالِ خدمت ہے۔ مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کی تمام تحاریک میں قائدانہ کردار ادا کیا تھا اور ختم نبوت کی تحریک میں پابند سلاسل بھی رہے۔ جسٹس منیر انکوائری کمیشن رپورٹ کا متعلقہ حصہ ارسال خدمت ہے۔ اس میں مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور بانیانِ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا تفصیلی ذکر ہے۔

قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدرستہ البنات لدھیانہ، محمودیہ ہائی سکول، ننگل انبیاء ہائی سکول اور بنات السلام ہائی سکول ساہیوال کی مختلف تقریبات میں شرکت فرماتے رہے ہیں۔ بیان کردہ مدرسہ و سکول کی پرانی روئیداد بھی ارسال خدمت ہے۔ جامعہ ضیاء القرآن ساہیوال ۱۹۸۷ء میں مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ان کے صدقہ جاریہ کے لیے ان کی ہمشیرہ محترمہ کلثوم مفتی رحمۃ اللہ علیہا نے قائم کیا ہے جو اس وقت خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

محترمہ کلثوم مفتی رحمۃ اللہ علیہا نے تقریباً ۶۲ سال درس قرآن اور درس حدیث دیا ہے۔ پہلے مدرستہ البنات لدھیانہ میں ۴۱-۱۹۴۰ء سے اپنی وفات ۲۰۰۳ء تک مسلسل درس قرآن اور درس حدیث دیا ہے۔ محترمہ کلثوم مفتی رحمۃ اللہ علیہا، مدرستہ البنات لدھیانہ، مدرستہ البنات ساہیوال، بنات الاسلام ہائی سکول کی صدر مدرس رہیں۔ آپ اپنے

والد مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردہ بھی تھیں اور انہی سے آپ نے دین کا علم حاصل کیا۔

آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

والسلام

مشہود مفتی

نوٹ

آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ آپ مسلسل دینی اداروں اور مدارس میں شرکت فرماتے ہیں۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ، پھر منڈی بہاؤ الدین اور آخر میں فیصل آباد جامع مسجد میں خطیب رہے۔ آپ ۱۹۱۲ء سے وفات تک مسلسل فتویٰ کا کام بھی بغیر معاوضہ کرتے رہے۔ آپ مختلف اخباروں میں مضامین اور دینی واصلاحی پمفلٹ بھی شائع کرواتے تھے۔ ان دینی اداروں، مدارس اور ان کے علماءِ کرام سے استفسار کریں۔ اگر ان کے پاس مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے مضامین، پمفلٹ اور فتاویٰ ہوں تو ہمیں فوٹو کاپی کی شکل میں مل جائیں تاکہ انہیں دوبارہ شائع کیا جاسکے۔ شکریہ

جواب خط منجانب
حضرت مولانا زاہد الراشدی مدّ ظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولانا مفتی ضیاء الحسن صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تعالی کی ملاقات و زیارت کا کوئی موقع میرے ذہن میں مستحضر نہیں ہے۔ البتہ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے داماد چوہدری خوشی محمد سلیم مرحوم ہمارے دوستوں میں سے تھے اور صدر محمد ایوب خان مرحوم کے دور میں جب مارشل لاء کے خاتمہ کے بعد سیاسی جماعتیں بحال ہوئیں تو وہ جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ کے سالار تھے۔

وہ انصار الاسلام کا ایک دستہ لے کر گکھڑ گئے اور میرے والد گرامی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کو بٹ دری فیکٹری کے سامنے اس دستہ نے باقاعدہ پریڈ اور مارچ کے بعد سلامی پیش کی تو وہ منظر ابھی تک میری نگاہوں میں ہے۔ مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ کے خطیب حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میرے والد گرامی کے استاد محترم تھے۔ تقسیم ملک سے قبل جمعیت علمائے ہند کے ذمہ دار حضرات میں سے تھے۔ ضلع گوجرانوالہ کے صدر اور غالبًا صوبائی ناظم بھی رہے ہیں۔ مجھے ان کی زندگی میں ہمارے والد گرامی نے ان کی خدمت و نیابت کی ڈیوٹی پر مقرر کر دیا تھا۔ ان کے ساتھ بارہ سال کے لگ بھگ یہ خدمت سرانجام دیتا رہا ہوں اور ان کی وفات کے بعد

۱۹۸۲ء سے اسی خدمت میں بحمد اللہ تعالیٰ مسلسل مصروف ہوں۔ ان کا حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسنؒ سے گہرا تعلق تھا اور وہ ان کی باتیں ذکر کرتے رہتے تھے۔ مجھے یہ بات انہوں نے ہی بتائی کہ قیامِ پاکستان کے بعد مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ پاکستان میں جمعیت علماء ہند سے تعلق رکھنے والے حضرات حضرت مولانا محمد صادق صاحبؒ کھڈہ کراچی، مولانا سید گل بادشاہ صاحب آف مردان، مولانا عبد الحنان ہزارویؒ، مولانا مفتی عبد الواحدؒ اور مولانا مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ کی میٹنگ ہوئی تھی جس میں جمعیۃ علماء پاکستان کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ مگر اسے آگے چلانے کی کوئی بات انہوں نے ذکر نہیں فرمائی اور نہ ہی کہیں اور اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

مولانا مفتی عبد الواحدؒ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے بہاول پور میں چند علماء کرام کو طلب کیا جن میں وہ بھی شامل تھے، جبکہ حضرت مولانا مفتی عبد الواحدؒ ڈابھیل کے فاضل اور حضرت علامہ عثمانیؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت عثمانیؒ علیل تھے اور اسی موقع پر انہوں نے ان علماء کرام کو تلقین فرمائی کہ وہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کو منظم کریں اور اصل جدوجہد کا آغاز کریں۔ مولانا مفتی عبد الواحدؒ اسی کے بعد جمعیۃ علماء اسلام پاکستان میں متحرک ہو گئے اور زندگی بھر اسی میں رہے۔ اپنی وفات کے وقت وہ مرکزی ناظم کی حیثیت سے حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے نائب تھے اور جمعیۃ کی مرکزی قیادت کا اہم حصہ تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین

ابو عمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

بیادیارقدیم

ابن انور سید محمد ازہر شاہ قیصرؒ دیو بند کا مکتوب بنام فاضل رشیدی

مرحوم مفتی ضیاء الحسن لدھیانوی مغفور

ماہنامہ الرشید رجب ۱۴۰۳ھ

الرشید جامعہ رشیدیہ نیز ہندوستان کے ایک اخبار میں اپنے رفیق قدیم مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ کے انتقال کی خبر پڑھی۔ مفتی صاحب کا جو خاندان پاکستان میں ہے اس کے اکثر افراد سے ہماری واقفیت ہے مگر ہمیں ان کے پتے معلوم نہیں۔ ان حضرات سے تعزیتِ مسنونہ پیش کرنے کا طریقہ یہی مناسب ہوا کہ رشید میں چند تعزیتی سطور لکھیں۔

مفتی ضیاء الحسنؒ لدھیانہ کے مشہور مجاہد خاندان کے ایک فرد تھے۔ اس خاندان میں حضرت مولانا عبد القادرؒ، حضرت مولانا محمدؒ جیسے بزرگ گزرے ہیں جنھوں نے انگریز کے خلاف عملاً بغاوت کی اور جہادِ اسلامی میں بذاتِ خود شریک ہوئے۔ اس خاندان کے بعد کے

بزرگوں میں حضرت مولانا محمد زکریاؒ (والد ماجد مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ) مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ، مفتی عبدالحمیدؒ، مولانا مفتی ضیاء الحسنؒ، یہ سب دیوبند کے فاضل اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرّہٗ کے شاگرد تھے۔ سب سرفروش مجاہد تھے۔ جنگِ آزادی کے مسلمانوں کی قومی اور سیاسی تحریکات کے علمبردار تھے۔

میرے والد محترم حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے ان سب بزرگوں سے نہایت قریبی اور مخلصانہ تعلقات تھے۔ والد ماجد اور احقر بار بار لدھیانہ جاتے اور ان سب بزرگوں اور عزیزوں کی محبت اور یگانگت سے محظوظ اور مستفید ہوتے۔ والد ماجد کے تعلقات اس خاندان سے کس درجہ مخلصانہ تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے فرمائیے:

"حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ ایک دفعہ گجرات جیل میں تھے۔ حضرت والد ماجدؒ اپنے چار رفقاء سفر کے ساتھ لدھیانہ میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰنؒ کے مکان پر پہنچے۔ ان کے مردانہ مکان میں جھاڑو لگی ہوئی نہیں تھی۔ حضرت نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ گھر میں سے جھاڑو منگاؤ اور صفائی کرو۔ مولانا حبیب الرحمٰنؒ کی اہلیہ نے فرمایا کہ حضرت آپ یہ تکلیف نہ کریں۔ اس پر حضرت نے فرمایا اس میں کیا مضائقہ ہے؟ ہم تو اپنے گھر میں آئے ہیں۔ گھر کا انتظام کرنا ہمارا فرض ہے۔"

ابا جیؒ کی تدفین وتکفین میں اس خاندان کے مرد و عورت سب شریک تھے جو دن کے دن لدھیانہ سے دیوبند تک پہنچے۔ تقسیم کے بعد حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ دہلی میں مقیم رہے۔ احقر بار بار مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتا اور وہ اپنی شفقت و محبّت سے مجھے نوازتے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا نے آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن دہلی میں میرے لئے ایک مناسب ملازمت تجویز فرمائی۔ مگر مولانا حفظ الرحمٰنؒ اور مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

کی رائے سے رسالہ دارالعلوم کی ادارت پر میں مامور ہو چکا تھا اس لئے دہلی کا یہ قصہ نظر انداز ہوا۔

مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ ١٩٣٦ء سے ١٩٤٠ء تک دارالعلوم بسلسلہ تعلیم مقیم رہے۔ وہ دیوبند آنے سے پہلے لدھیانہ میں میٹرک پاس کر چکے تھے اور اپنے والد مرحوم حضرت مولانا مفتی نعیم صاحبؒ کے مدرسہ محمودیہ اللہ والا لدھیانہ میں عربی کی کافی کتابیں نکال چکے تھے۔ دیوبند کے زمانہ تعلیم میں شب و روز ان کے ساتھ گزرتے تھے۔ وہ درسِ نظامی کی تعلیم میں مجھ سے کچھ آگے تھے اور میں ذرا پیچھے تھا۔ شعر و ادب، صحافت و سیاست، مجلس آرائی، کھیل کود، تقریر و تحریر ہر چیز میں ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ وہ دور میری مضمون نگاری، شاعری اور صحافت کا ابتدائی دور تھا۔ مرحوم مفتی ضیاء الحسن اکثر مضامین کے لیے مجھے کتابوں سے مواد فراہم کر کے دیتے۔ اپنے مناسب مشورہ سے میری رہنمائی کرتے اور میرے مضامین کے مسوّدات صاف کرتے اور اس زمانے میں متحدہ پنجاب کے ادبی اور دینی رسائل اختر شیرانی کے رومان، علامہ تاجور نجیب آبادی کے شاہکار، حکیم یوسف حسن کے نیرنگِ خیال، رسالہ سہاگ، رسالہ حور، رسالہ واعظ، جالندھر کے رسالوں پیامِ اسلام، مسلّمہ نور، لاہور کے اخبارات زمیندار، احسان، انقلاب، شہباز، نوائے پاکستان، آزاد وغیرہ میں سینکڑوں کی تعداد میں میرے مضامین شائع ہوئے۔ جالندھر کے مولانا عبدالحق عباسی، محمد احمد خان ذاکر، حفیظ جالندھری، محمد علی آذر جالندھری، حفیظ جالندھری، افضل جالندھری، سید فیضی جالندھری، لدھیانہ کے م حسن لطیفی، فیض لدھیانہ، غازی عبدالعزیز وغیرہ سب سے جان پہچان تھی۔ بہت سوں سے خط و کتابت تھی۔ مفتی ضیاء الحسنؒ میرے ان سب تعلقات اور میری سرگرمیوں میں شریک رہا کرتے تھے۔

١٩٤٠ء میں وہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر لدھیانہ چلے گئے اور وہاں مدرسۃ

البنات اور مدرسہ محمودیہ اللہ والا کی عملی سرگرمیوں میں شریک رہے۔ ادھر ان کی سیاسی مصروفیتیں بھی کافی بڑھ گئی تھیں۔ تقسیم کے وقت اس مجاہد خاندان کی پوری زندگی انقلاب کی نذر ہوئی اور مفتی ضیاء الحسنؒ پاکستان کے شہر ساہیوال میں جا بسے۔ پاکستان میں اکثر میری ان سے خط وکتابت رہی لیکن افسوس ہے کہ اس ۳۵،۳۶سال کے عرصہ میں کبھی ملاقات کی نوبت نہیں آئی۔ اب اپنے برادر مخلص اور رفیق قدیم کی وفات کی خبر سن کر دل مایوسیوں کے سمندر میں ڈوب گیا۔

مصائب اور بھی تھے پر دل کا جانا عجب اک سانحہ سا ہو گیا

میری عمراب ۶۲سال کے قریب ہے۔ مفتی ضیاء الحسنؒ مجھ سے چار پانچ سال بڑے تھے۔ خیال ہے کہ انہوں نے ۶۷،۶۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ میں ہند وپاکستان میں ان کے سب افراد خاندان کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ مرحوم کو آخرت کی نعمتوں سے نوازے۔ ۳۶سے ۴۰ تک دارالعلوم دیوبند میں ہم لوگوں کی جو ایک دوستانہ مجلس قائم تھی اس کی ایک شخصیت ہمارے دوست قاری محمد نعمان صاحب بھی ہیں جو مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے فرزند ہیں۔ ہم سب اس زمانہ میں یکے از بانیان پاکستان حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی مجلسوں میں بھی حاضر رہا کرتے تھے۔ گردشِ وقت سے اب قاری محمد نعمان صاحب بھی شدید علیل ہیں۔ دارالعلوم میں پچھلے برس ہمارا ان کا ساتھ چھوٹ گیا۔ وہ دارالعلوم میں بدستور موجود ہیں اور ہم دارالعلوم سے باہر آ گئے لیکن ان سے ہمارے برادرانہ مراسم دستور ہیں۔

شاہ منزل محلہ خانقاہ دیوبند

وفیات

آہ! مفتی ضیاء الحسن لدھیانوی مرحوم ومغفور

ماہنامہ الرشید جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

علمائے لدھیانہ پنجاب کے مجاہدین کی جماعت کا نام ہے۔ ان مجاہد علماءِ لدھیانہ نے سب سے پہلے انگریز کے خلاف فتویٰ صادر کیا۔ علماء لدھیانہ کے اولیات میں متنبی کاکذاب ومسیلمہ پنجاب کی تکفیر کا فتویٰ سرفہرست ہے۔

عالموں کا خاندان ہے لدھیانہ میں مقیم
فخر جس کا ہے حبیبؒ اور ناز جس کا ہے نعیمؒ
دین حق کو عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفیٰ کا نامِ نامی ان کے دل کا چین ہے
لرزہ براندام ہے ہر وقت ان سے قادیاں
یہ اڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

رہنمایانِ لدھیانہ میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰنؒ، حضرت مولانا مفتی محمد نعیمؒ کا خاندان معروف ہے۔ اس خاندان کے چشم و چراغ مفتی ضیاء الحسنؒ مقیم

ساہیوال تھے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مفتی ضیاء الحسنؒ فاضل دیوبند اور دینی و سماجی کارکن تھے۔ آپ نے متعدّد اداروں اور مختلف مدارس کی سرپرستی فرمائی۔ مدرسہ البنات، محمودیہ ہائی اسکول، جامعہ رشیدیہ کی رہنمائی فرمائی۔ آپ کی بصیرت و کارکردگی کے تمام حلقے معترف تھے۔

آپ نے استخلاصِ وطن، جنگِ آزادی میں حصہ لیتے ہوئے انگریز کے خلاف اقدامات کیے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں راقم آثم ناظم منٹگمری جیل سے ملتان تک ان کے ساتھ نظر بند رہا۔ انجمن فلاح مریضاں واسیراں کے بھی سرپرست تھے آخری ادواروں میں مارکیٹ کمیٹی ساہیوال کے صدر رہے تھے اور کاشتکاروں، مزارعین اور زمینداروں کے مسائل اور ان کے حل کرنے میں دلچسپی لیتے تھے۔ آخری ایام میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کے انتخابات میں بھی حصہ لیا۔ بہر حال آپ گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے۔

منٹگمری کو ساہیوال بنانے میں آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ آپ کی ذات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

ادارہ ہٰذا اور رشیدی خاندان علماءِ لدھیانہ مفتی صاحب کے پس ماندگان، برادران سے تعزیت کرتے ہوئے اور مفتی صاحب کے لیے قرآن خوانی اور ایصال ثواب ادعیہ مغفرت کرتے ہوئے لدھیانوی خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اللّٰهم اغفر لهم وارحمهم وأدخلهم فى جنات النعيم

فاضل رشیدی جالندھری

حواشی

۱. ختم نبوت کی تحریک ۱۹۵۳ء میں مفتی ضیاء الحسنؒ کے کردار کے بارے میں دیکھیں: ”جسٹس منیر انکوائری کمیشن رپورٹ“

۲. مفتی صاحبؒ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں گرفتاری کے بعد کچھ عرصہ ساہیوال جیل میں قید رہے۔ بعد میں آپ کو ملتان جیل منتقل کیا گیا تھا۔

۳. ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں تمام رہنما رہا کر دیے گئے تھے لیکن مفتی ضیاء الحسنؒ نے حکومت وقت سے معافی نہیں مانگی اور مسلسل قید رہے۔ حتیٰ کہ جب تحریک مکمل ختم ہوگئی تو حکومت نے تنگ آکر آپ کو رہا کر دیا۔ مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ کی گرفتاری کے وقت آپ کے ساتھی شیخ عبداللہ مرحوم طارق کلاتھ ہاؤس ساہیوال بھی گرفتار ہو کر آپ کے ہمراہ ملتان جیل میں قید رہے۔

دینی، تعلیمی، فلاحی و رفاہی اداروں کی تفصیلات جن کے مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ بانی، سرپرست و سربراہ رہے۔

تعلیم:

(۱) بانی و سرپرست مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ
(۲) بانی و سرپرست بنات الاسلام ہائی سکول ساہیوال
(۳) بانی و سرپرست محمودیہ ہائی سکول ساہیوال
(۴) بانی و سرپرست ننگل انبیاء ہائی سکول ساہیوال

سیاسیات:

(۱) جمعیت علماء پاکستان کے بانی ممبر - ۱۹۴۸ء
(۲) سیکرٹری جمعیت علماء ہند (پنجاب)
(۳) ۱۹۴۶ء جمعیت علماء ہند کے ٹکٹ پر ہندوستان میں نیشنل اسمبلی کے الیکشن میں لدھیانہ (انڈیا) سے حصہ لیا۔
(۴) صدر ساہیوال مسلم لیگ
(۵) ممبر ورکنگ کمیٹی پنجاب مسلم لیگ پاکستان
(۶) بانی وچیئرمین نیشنل کسان پارٹی پاکستان
(۷) ممبر ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال ۱۹۶۶ء

(۸) بحیثیت ممبر ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال۔ منٹگمری سے ساہیوال نام کی تبدیلی کی قرارداد پیش کی۔ "ساہیوال" نام کی تبدیلی کے بنیادی محرک کا کردار آپ ہی نے ادا کیا۔

اخبارات

اخبار "ملت" اور "خدمت" آپ کی زیرادارت شائع ہوتے تھے۔

مذہبی امور

۱. سرپرست ورہنما جامعہ رشیدیہ ساہیوال
۲. چیئرمین جامع مسجد عیدگاہ کمیٹی ساہیوال
۳. سرپرست مسجد شہداء ساہیوال
۴. چیئرمین شیعہ سنی اتحاد کمیٹی ساہیوال
۵. بانی وسرپرست قادریہ مسجد جناح کالونی فیصل آباد
۶. جامعہ ضیاء القرآن برائے خواتین (مفتی ضیاء الحسنؒ) کی وفات کے بعد ان کے صدقہ جاریہ کے لیے ان کی ہمشیرہ کلثوم مفتیؒ نے ۱۹۸۷ء میں قائم کیا۔
۷. جامع مسجد اللہ والی لاہور مفتی ضیاء الحسنؒ اور ان کے والد مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے صدقہ جاریہ کے لیے ۲۰۰۵ء میں آپ کے بھائی سید احمد نعیم نے تعمیر کروائی۔
۸. جامع مسجد اللہ والی ساہیوال۔ مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ، مفتی ضیاء الحسنؒ اور محترمہ کلثوم مفتیؒ کے صدقہ جاریہ کے لیے ان کی رہائش گاہ ساہیوال میں تعمیر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

سماجی وفلاحی بہبود کے ادارے

۱. صدر پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن
۲. وائس چیئرمین پاکستان نیشنل ٹی بی ایسوسی ایشن (۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۰ء)
۳. چیئرمین آئینی ذیلی کمیٹی پاکستان ٹی بی ایسوسی ایشن
۴. صدر ڈسٹرکٹ ٹی بی ایسوسی ایشن ساہیوال
۵. صدر انجمن ہلالِ احمر ساہیوال
۶. وائس چیئرمین انجمن ہلالِ احمر ساہیوال
۷. سیکرٹری پاکستان ویلفیئر سوسائٹی ڈسٹرکٹ ہسپتال ساہیوال
۸. وائس چیئرمین ڈسٹرکٹ سپورٹس ایسوسی ایشن ساہیوال
۹. سیکرٹری جنرل انجمن فلاحِ مریضاں ساہیوال
۱۰. چیئرمین عشرو زکوۃ کمیٹی ضلع ساہیوال
۱۱. سیکرٹری جنرل تحریک خوشحال پاکستان
۱۲. ممبر عشرو زکوۃ کمیٹی ساہیوال
۱۳. سینئر نائب صدر پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن

زراعت

۱. چیئرمین چیمبر آف ایگری کلچر پاکستان
۲. چیئرمین استقبالیہ کمیٹی پاکستان کاشتکار کانفرنس ساہیوال
۳. وائس چیئرمین انجمن کاشتکاران پاکستان
۴. بانی وچیئرمین نیشنل کسان پارٹی
۵. سینئر نائب صدر انجمن کاشتکاران پنجاب

متفرق

۱. چیئرمین مارکیٹ کمیٹی ساہیوال
۲. صدر ڈسٹرکٹ مارکیٹ کمیٹیز چیئرمین ایسوسی ایشن
۳. سیکرٹری جنرل تحریک خوشحال پاکستان
۴. صدر پنجاب مارکیٹ کمیٹیز چیئرمین ایسوسی ایشن
۵. چیئرمین بزمِ فکر وادب ساہیوال
٦. کنوینر ڈسٹرکٹ ایڈوائزری کمیٹی کوآپریٹو بینکس ساہیوال
۷. چیئرمین ساہیوال ہال کمیٹی

مکتوبِ ساہیوال

قرآنی تعلیم کے مرکز
جامعہ ضیاء القرآن کی افتتاحی تقریب

محمد اسماعیل

گزشتہ دنوں خواتین کے لئے قرآنی تعلیم کے مرکز جامعہ ضیاء القرآن کا افتتاح محترمہ کلثوم مفتیؒ نے کیا۔ وہ اس ادارہ کی بانی اور انجمن جامعہ ضیاء القرآن کی صدر بھی ہیں۔ تقریباً چھ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والی قالینوں سے مزیّن خوبصورت عمارت میں قرآن کریم ترجمہ و تفسیر کے ساتھ حدیث، ترجمہ و تفسیر کے ساتھ قاریہ فاضلہ اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کا انتظام ہے۔ اس موقع پر ایک افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں کلثوم مفتیؒ نے ادارہ کی مختصر روئیداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ خواتین کی درس گاہ کا یہ ادارہ ۱۹۴۱ء مدرسہ بنات الاسلام کے نام سے لدھیانہ میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی سرپرستی میں جاری ہوا۔ اور اس نے بہت کم عرصہ میں ترقی کی منازل طے کیں اور اسے دارالعلوم دیوبند کے زنانہ سیکشن کے لیے معیار مان لیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۳ء میں مولانا الحاج قاری محمد طیبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند نے ادارہ کا معائنہ کیا اور تحریر کیا کہ:

”لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ کی جو شرائط اسلامی نقطہ نگاہ سے ہو سکتی ہیں وہ سب اس مدرسہ میں موجود ہیں۔ خدا کرے مسلمان ہر جگہ اس مدرسہ

اور اس کے طریقہ تعلیم کی تقلید کریں۔ یہ سب مفتی محمد نعیمؒ اور ان کے خلف الرشید مفتی ضیاء الحسنؒ کا فیض ہے جن کی علمی اور تعلیمی جدوجہد نے نیک مثال قائم کی ہے۔ خداوند کریم انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔"

کلثوم مفتیؒ نے اس عظیم دینی درس گاہ کے کوائف بتاتے ہوئے کہا کہ:

"پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد یکم مئی ۱۹۴۸ء کو مدرسہ بنات الاسلام کا اجراء ساہیوال میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر راجہ حسن اختر کی اہلیہ کے ہاتھوں ہوا۔ اور بہت جلد اس درس گاہ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ملک کی نصابی تعلیم کے لحاظ سے ہائی سکول کا درجہ حاصل کر لیا۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ساہیوال کے ہر فرد کی خواہش تھی کہ ان کی بچی بنات الاسلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس ادارہ میں مکمل نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآنی تعلیم ناظرہ، حفظ اور حدیث، ترجمہ اور تفسیر کا بھی انتظام تھا۔ انہی ایام میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے مدرسہ کا معائنہ کیا اور مدرسہ کے بارے میں ان کے ارشادات درج ذیل ہیں:

"میں نے مدرسہ بنات الاسلام کے تعلیمی کوائف اور حالات سنے تھے، لیکن آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر انتہائی مسرور ہوں کہ منتظمین نے بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اس قسم کی معیاری درس گاہ قائم کر دی ہے جس کی اشد ضرورت ہے۔ میں اس کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں۔"

کلثوم مفتیؒ نے یہ بھی کہا کہ:

"یہ کام جاری تھا، ادارہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا کہ اکتوبر ۱۹۷۲ء

کو حکومت نے جہاں دوسرے تمام قومی اسکولوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ یہ ادارہ بھی حکومت کے انتظام و انصرام میں چلا گیا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھتے ہوئے اپنے مشن یعنی قرآن کریم کی تعلیم کا سلسلہ اپنے طور پر جاری رکھا۔ اگرچہ اس دوران بہت مشکلات پیش آئیں، ہم انتہائی مشکل اور دل شکن حالات کا سامنا کرتے ہوئے اپنے جذبات اور احساسات کو مجروح کرنے کے باوجود اس دین کی شمع کو روشن کرنے کے لیے اپنا خونِ جگر دیتے رہے۔ آج کا دن میرے لیے انتہائی خوشی کا دن ہے کہ ہم نے چالیس سال قبل جو دینی درس گاہ جاری کی تھی، اس کو آج پھر اپنے بڑے بھائی مرحوم مفتی ضیاء الحسنؒ کے نام پر جامعہ ضیاء القرآن کے نام سے جاری کیا جا رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ رب عظیم نے ہم کو جو دینی دولت عطا کی ہے اس کو آنے والی بچیوں کو منتقل کر سکیں تاکہ مستقبل میں وہ وطن عزیز کی قوم کو اسلامی تعلیمات کے تشخص سے آگاہ کر سکیں، انہیں برے بھلے کی تمیز سکھا سکیں، انہیں ملک اور قوم کی خدمت کے لیے ایثار اور قربانی کے لیے تیار کر سکیں۔ یہی ہمارا مشن ہے اور یہی خداوندِ کریم کے احکامات ہیں۔"

آخر میں انہوں نے ان خواتین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس عظیم دینی درس گاہ کے قیام کے سلسلہ میں ان کی امداد کی۔ اس درس گاہ کے انتظام و انصرام کے سلسلہ میں ان کے چھوٹے بھائی میاں عبدالوارث نے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ وہ ادارہ کے بیرونی امور کے تمام کاموں کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس طرح باہمی تعاون اور اشتراک سے پاکستان کی خواتین کی ایک منفرد درس گاہ خواتین کی دینی تعلیم کے لئے اہم خدمت سر انجام دے رہی ہے۔

(نوائے وقت۔ ۱۹۸۸/۰۶/۲۰)

The 1954 Justice Munir Commission Report On The Anti Ahmadi Riots Of Punjab In 1953

MONTGOMERY

Montgomery is an important Ahrar centre because here (1) many Ahrar have settled. (2) several judicial cases against the Ahrar and sponsors of the anti-Ahmadiya movement originated and (3) the Ahrar run an institution, called Jami' Rashidia which was the main centre of their religio-political activities. The five leading Ahrar in this district were **Mufti Zia-ul-Hasan**, a nephew of the Ahrar leader Maulvi Habib-ur-Rahman of Ludhiana, who has settled in Montgomery, Maulvi Habib Ullah, Maulvi Lutfullah and Maulvi Abdullah who are brothers and founders of Jami' Rashidia at Montgomery, and Maulvi Bashir Ahmad Rizwani who has settled in Okara.

The story of the events that preceded or occurred during the disturbances here is to be found in an exhaustive written statement

compiled by Mr. Haq Nawaz, Superintendent of Police, and is the same as elsewhere, namely, counter speeches by the Ahrar and the Ahmadis, a vigorous propaganda against the Ahmadis from the mosques after the demands had been formulated by the All Parties Muslim Convention in July 1952 collection of funds and recruitment of volunteers for the direct action and, after the arrests on 27th February, public meetings and processions and arrests under section 107, Criminal Procedure Code or section 3 of the Punjab Public Safety Act. Local members of the Jama'at-i-Islami and other maulvis joined the movement and mosques were converted into headquarters of the razakars. The names of persons of different parties including the Ahrar, the Jama'at-i-Islami and the Muslim League who took active part in the demonstrations are given in appendix 1 to the written statement of the Superintendent of Police. The number of volunteers recruited was 2,000 in Montgomery, 1,500 in Okara, 700 in Arifwala and 200 in Chichawatni.

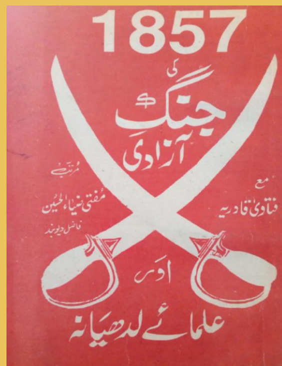
Orders of the Provincial Government to arrest Maulvi Lutfullah and Habib Ullah were received on 27th February. The latter was already undergoing a sentence of imprisonment for contempt under an order of the High Court. The District authorities intended to make more arrests and obtained the Government's permission to arrest **Mufti Zia-ul-**

Hasan and M. Abdullah I and M. Abdullah II. On 2nd March instructions were received from the A. D. I. G. that volunteers proceeding to Karachi were not to be arrested.

The Chief Minister’s appeal of 6th March had the same effect here as elsewhere, namely, it gave further impetus to the agitation.

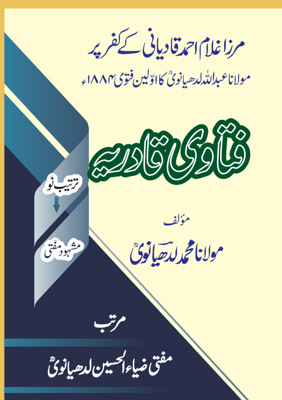
11. Mufti Zia-ul-Hasan, a notorious Ahrar worker of Montgomery, who is a cousin of Habib-ur-Rahman of Ludhiana, filed a complaint in the A.D.M.’s Court on 30th March 1952 at Montgomery against Mirza Mahmud Ahmad, the head of the Ahmadiya sect, Roshan Din Tanvir, the editor of the daily ‘Alfazl’ and Masood Ahmad, the printer and publisher of the ‘Alfazl’, for having published in the ‘Alfazl’ of the 15th of July 1952 an article headed‘ Khooni Mulla ke akhri din,' under sections 302/115/505 P.P.C. The case is proceeding in Court. Six prosecution witnesses have been examined so far and the last hearing of the case came off on the 8th of October 1952.

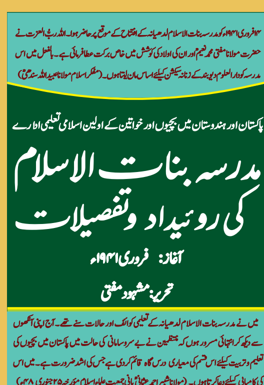
علماء لدھیانہ کی مزید کتب

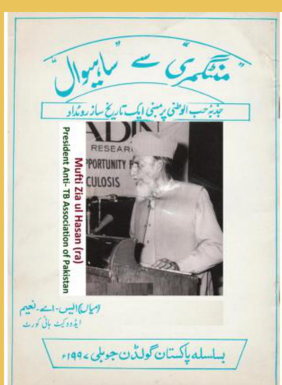












تمام کتب اس لنک پر دستیاب ہیں

https://archive.org/details/ulemaeludhiana